45174-غصہ کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال

ایک مسلمان خاتون کے خاوند نے غصہ کی حالت میں کئی بار "تجھے طلاق" کے الفاظ کہے ہیں، اس کا حکم کیا ہے خاص کر ان کے بچے بھی ہیں ؟

پسندیدہ جواب

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

اگر کسی شخص کو اس کی بیوی اس کے ساتھ برا سلوک کرے اور اسے گالیاں دے، اور غصہ کی حالت میں بیوی کو طلاق دے دے تو اس کا حکم کیا ہے ؟

شیخ کا جواب تھا :

"اگر تو مذکورہ طلاق شدت غضب اور شعور نہ ہونے کی حالت میں ہوئی ہے، اور بیوی کی بدکلامی اور گالیوں کی بنا آپ اپنے آپ پر کنٹرول نہ رکھتے تھے اور اپنے اعصاب کے مالک نہ تھے، اور آپ نے شدت غضب اور شعور نہ ہونے کی حالت میں طلاق دی اور بیوی بھی اس کا اعتراف کرتی ہے، یا پھر عادل قسم کے گواہ ہیں جو اس کی گواہی دیتے ہوں تو پھر طلاق واقع نہیں ہوئی.

کیونکہ شرعی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ شدت غضب اور اگر اس میں شعور اور احساس بھی جاتا رہے میں طلاق نہیں ہوتی.

ان دلائل میں مسند احمد اور ابو داود اور ابن ماجہ رضی اللہ تعالی عنہا کی درج ذیل حدیث ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اغلاق کی حالت میں نہ تو غلام آزاد ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق ہوتی ہے"

اہل علم کی ایک جماعت نے "اغلاق" کا معنی یہ کیا ہے کہ اس سے مراد اکراہ یعنی جبر یا غصہ ہے؛ یعنی شدید غصہ، جسے شدید غصہ آیا ہو اس کا غصہ اسے اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کرنے دیتا، اس لیے شدید غصہ کی بنا پر یہ پاگل و مجنون اور نشہ کی حالت والے شخص کے مشابہ ہوا، اس لیے اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی.

اور اگر اس میں شعور و احساس جاتا رہے، اور جو کچھ کر رہا ہے شدت غضب کی وجہ سے اس پر کنٹرول ختم ہو جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی.

غصہ والے شخص کی تین حالتیں ہیں :

پہلی حالت :

جس میں احساس و شعور جاتا رہے، اسے مجنون و پاگل کے ساتھ ملحق کیا جائیگا، اور سب اہل علم کے ہاں اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی.

دوسری حالت :

اگرچہ شدید غصہ ہولیکن اس کا شعور اور احساس نہ جائے بلکہ اسے اپنے آپ پر کنٹرول ہو اور عقل رکھتا ہو، لیکن غصہ اتنا شدید ہو کہ اس غصہ کی بنا پر اسے طلاق دینے پر مجبور ہونا پڑے، صحیح قول کے مطابق اس شخص کی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی.

تیسری حالت :

عام قسم کا غصہ ہو اور بہت شدید اور زیادہ نہ ہو، بلکہ عام سب لوگوں کی طرح غصہ ہو تو یہ ملجئ نہیں کہلاتا اور اس قسم کی سب علماء کے ہاں طلاق واقع ہو جائیگی" انتہی

دیکھیں : فتاوی الطلاق جمع و ترتیب ڈاکٹر عبد اللہ الطیار اور محمد الموسی صفحہ (19–21).

شیخ رحمہ اللہ نے دوسری حالت میں جو ذکر کیا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہ اللہ کا بھی یہی اختیار ہے، اور پھر ابن قیم رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں ایک کتابچہ بھی تالیف کیا ہے جس کا نام "اغاثۃ اللھفان فی حکم طلاق الغضبان" رکھا ہے، اس میں درج ہے :

غصہ کی تین قسمیں ہیں :

پہلی قسم :

انسان کو غصہ کی مبادیات اور ابتدائی قسم آئے یعنی اس کی عقل و شعور اور احساس میں تبدیلی نہ ہو، اور جو کچھ کہہ رہا ہے یا کر رہا ہے اس کا ادراک رکھتا ہو تو اس شخص کی طلاق واقع ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے، اور اس کے سب معاہدے وغیرہ صحیح ہونگے.

دوسری قسم :

غصہ اپنی انتہائی حد کو پہنچ جائے کہ اس کا علم اور ارادہ ہی کھو جائے اور اسے پتہ ہی نہ چلے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے، اور وہ کیا ارادہ رکھتا ہے، تو اس شخص کی طلاق نہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں.

چنانچہ جب اس کا غصہ شدید ہو جائے چاہے وہ علم بھی رکھتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تو اس حالت میں بلاشک و شبہ اس کے قول کو نافذ نہیں کیا جائیگا، کیونکہ مکلف کے اقوال تو اس صورت میں نافذ ہوتے ہیں جب قائل کی جانب سے صادر ہونے اور اس کے معانی کا علم رکھتا ہو، اور کلام کا ارادہ رکھتا ہو.

تیسری قسم :

ان دو مرتبوں کے درمیان جس کا غصہ ہو، یعنی مبادیات سے زیادہ ہو لیکن آخری حدود کو نہ چھوئے کہ وہ پاگل و مجنون کی طرح ہو جائے، تو اس میں اختلاف پایا جاتا ہے.

شرعی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کی طلاق اور آزاد کرنا اور معاہدے جن میں اختیار اور رضامندی شامل ہوتی ہے نافذ نہیں ہونگے، اور یہ اغلاق کی ایک قسم ہے جیسا کہ علماء نے شرح کی ہے" انتہی کچھ کمی و بیشی کے ساتھ

منقول از : مطالب اولی النھی (323/5) اور زاد المعاد (215/5) میں بھی اس جیسا ہی لکھا ہے.

خاوند کو چاہیے کہ وہ اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہوئے اللہ سے ڈرے اور طلاق کے الفاظ استعمال کرنے سے اجتناب کرے، تا کہ اس کے گھر کی تباہی نہ ہو اور خاندان بکھر نہ جائے.

اسی طرح ہم خاوند اور بیوی دونوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہوئے حدود اللہ کا نفاذ کریں اور یہ ہونا چاہیے کہ کوئی ایسی نظر ہو جو دیکھے کہ خاوند کی جانب سے بیوی کے معاملہ میں جو کچھ ہوا ہے کیا وہ عام غصہ کی حالت میں ہوا ہے یعنی تیسری قسم میں، جس میں سب علماء کے ہاں طلاق واقع ہو جاتی ہے.

اور انہیں اپنے دینی معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور یہ مت دیکھیں کہ دونوں کی اولاد ہے، جس کی بنا پر یہ تصور کر لیا جائے کہ جو کچھ ہوا وہ غصہ کی حالت میں ہوا اور فتوی دینے والے کو اس کے وقوع پر آمادہ کر دے حالانکہ دونوں یعنی خاوند اور بیوی کو علم تھا کہ یہ اس سے کم درجہ رکھتا تھا.

اس بنا پر اولاد کا ہونا خاوند اور بیوی کو طلاق جیسے الفاظ ادا کرنے میں مانع ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ اولاد ہونے کی وجہ سے وہ شرعی حکم کے بارہ میں حیلہ بازي کرنا شروع کر دیں اور طلاق واقع ہو جانے کے بعد اس سے کوئی مخرج اور خلاصی وچھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کریں، اور فقہاء کرام کی رخصت کو آلہ بنا لیں.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دین کے شعائر اور قوانین میں بصیرت سے نوازے.

واللہ اعلم.